پاکستان یا شہادت!

آل انڈیا مسلم لیگ کے ستائیسویں اہم ترین سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور کی روئیداد

پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر

اجلاس لاہور مارچ ۱۹۴۰ء کی تیاریاں اور کامرانی:

اقبال پارک جو کبھی منٹو پارک کے نام سے مشہور تھا، بادشاہی مسجد اور شاہی قلعہ کے سائے میں ایک وسیع عریض میدان ہے جو لاہور کے قدیمی شہر کی طرح اپنے اندر پرانی داستانیں سموئے ہوئے ہے۔ میاں امیر الدین کا کہنا ہے کہ جہاں آج مینار پاکستان ہے، ۱۹۴۰ء میں جلسے کی تیاری کے دوران یہاں ہم نے ایک خوبصورت سٹیج سجایا تھا۔ یہ جگہ اردگرد کی زمین سے قدرے بلند تھی اور یہاں ایک بہت بڑا اکھاڑا تھا۔

جب یہ اجلاس لاہور میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو یہ اہل لاہور کی خوش قسمتی تھی کیونکہ آج ان کا بہت دیرینہ مطالبہ پورا ہو رہا تھا۔ لاہور میں مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ کوششیں ہو چکی تھیں لیکن یہ کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکیں۔ سب سے پہلی پُرزور کوشش علامہ اقبالؒ نے کی۔ انہوں نے ۱۹۳۷ء میں اجلاس لکھنو سے پہلے اور اس کے بعد قائداعظمؒ کی توجہ بار بار اس امر کی جانب دلائی کہ مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ لاہور میں منعقد کیا جائے۔ ۲۰ مارچ ۱۹۳۸ء کو قائداعظمؒ نے جب ان سے دریافت فرمایا کہ آیا لیگ کا سالانہ جلسہ لاہور میں منعقد کرنا چاہیے۔ تو علامہ اقبالؒ نے اس تجویز کا بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا لیکن پنجاب کا برسر اقتدار ٹولہ یعنی یونینسٹ پارٹی اور سر سکندر حیات کی وزارت آڑے آئی۔ حسن رضا نے لکھا کہ لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے مجوزہ اجلاس کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ صوبائی مسلم لیگ کے زیر انتظام مختلف کمیٹیاں قائم کر دی گئی تھیں جو اس اجلاس کی کامیابی کے لیے رات دن کوشاں تھیں۔ اس سلسلے میں مسلمانانِ پنجاب نے بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور صرف اجلاس کے انعقاد کے لیے ۲۰ ہزار روپیہ کے قریب چندہ جمع ہوا۔ جس میں سے اجلاس پر پونے گیارہ ہزار روپے خرچ ہوئے باقی ماندہ رقم مسلم لیگ کے فنڈ میں جمع کرا دی گئی۔

جب حکومت وقت سے منٹو پارک میں جلسہ کرنے کی اجازت طلب کی گئی تو محکمہ زراعت کی طرف سے جناب شاہنواز خان کو ایک خط موصول ہوا جس میں فوراً آٹھ ہزار روپیہ جمع کرانے کا مطالبہ کیا گیا جو کہ ناقابل واپسی تھا اور وجہ یہ بتائی گئی کہ جلسے کے دوران ہونے والی توڑ پھوڑ کو درست کرنے کے لیے یہ رقم درکار ہوگی۔ میاں امیر الدین کے کہنے پر فوراً ایک جواب تحریر کیا گیا جس میں یہ درخواست کی گئی کہ اگر جلسے کے دوران کسی قسم کی توڑ پھوڑ واقع ہوئی تو مسلم لیگ اپنے خرچے پر سب کچھ درست کروا دے گی۔ ابھی محکمہ کی طرف سے کوئی جواب وصول بھی نہ ہوا تھا کہ جلسہ مقررہ وقت اور جگہ پر بغیر کسی ناخوشگوار واقعہ کے اپنے اختتام کو پہنچا۔ کیونکہ یہ اہم اجلاس تھا اور کل ہند مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ہو رہا تھا، اس کی تشہیر اور پراپیگنڈے کا کام زور و شور سے جاری تھا۔ اسٹیج کی تیاری سے لیکر جلسے کی کارروائی تک عوام کو مطلع کرنے کیلئے کافی روز قبل اخبارات میں اشتہارات وغیرہ آنا شروع ہوگئے۔

۱۶مارچ ۱۹۴۰ء کو ’’زمیندار اخبار‘‘ میں کچھ اس طرح کی سرخی جمائی گئی۔

’’آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس لاہور، صدر منتخب کے خیر مقدم کی وسیع تیاریاں، عظیم الشان جلوس کن کن بازاروں سے گزرے گا‘‘۔

۴ مارچ کو میاں امیر الدین کے دولت کدہ واقع بارود خانہ میں شہر کے ان معززین اور صاحب رسوخ افراد کو مختصر سی ٹی پارٹی پر مدعو کیا گیا جس علاقہ اور بازار سے صدرِ منتخب کا پُرشکوہ جلوس گزارانے کا پروگرام بنایا جا رہا تھا۔ ان سے باہمی تبادلہ خیال کرنے کے بعد جلوس کے لیے مندرجہ ذیل راستہ ترتیب دیا گیا۔

۲۱ مارچ کو جلوس ساڑھے نو بجے صبح لاہور ریلوے اسٹیشن سے براستہ برانڈرتھ روڈ، سرکلر روڈ، اکبری بازار، دہلی دروازہ، واٹر ورکس، ہیرا منڈی بازار، بازار حکیماں، بھاٹی گیٹ، سرکلر روڈ، چوک لوہاری، انار کلی بازار سے ہوتا ہوا شام ۳ بجے مسجد نیلا گنبد کے سامنے اختتام پذیر ہوگا۔ جلوس کے راستے کو جھنڈیوں، ماٹوز اور گوناگوں قسم کے مختلف دروازوں سے مزین کیا جائے گا۔ جلوس کے راستہ کو سجانے میں مقامی مسلم دوکاندار اور اسلامی جماعتیں نہایت انہماک سے حصہ لیں گی۔ امید کی جاتی ہے یہ جلوس اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہایت شاندار ہوگا۔

اسی طرح کی ایک مجلس مشاورت خان صاحب چوہدری عبدالکریم آنریری مجسٹریٹ کے دولت کدہ واقع قلعہ گوجر سنگھ پر بھی منعقد ہوئی اور وہاں بھی صاحب صدر کے جلوس کو کامیاب بنانے کی تجویز پر غور کیا گیا۔

پنڈال کی تیاری زوروں پر تھی۔ اس کی وسعت اور تیاری کے بارے میں جنرل نیوز سروس کی طرف سے یہ خبر زمیندار اخبار میں شائع ہوئی۔

۴ مارچ آل انڈیا مسلم لیگ کے ستائیسویں اجلاس کا پنڈال منٹو پارک کے وسیع میدان میں زیر تعمیر ہے۔ جہاں ساٹھ ہزار سے زائد سامعین کے بیٹھنے کیلئے گیلریوں اور ڈائس وغیرہ کا نہایت مناسب وموزوں انتظام کیا گیا ہے۔ وفود کے ارکان اور مجلس استقبالیہ کے بیٹھنے کی علیحدہ علیحدہ نشستیں مخصوص ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اسٹیج کے پیچھے پردہ نشین مستورات کے بیٹھنے کیلئے باقاعدہ پردہ وغیرہ کا انتظام ہوگا۔ پنڈال کے باہر رضا کاروں، وفود اور متعلقہ دفاتر کے علیحدہ علیحدہ کیمپ مخصوص کر دیئے گئے ہیں، نیز مختلف قسم کے دوکانداروں کے لیے اسٹالوں کے نشانات لگائے جا چکے ہیں۔ امید ہے کہ ۱۵ مارچ تک کیمپ پنڈال بالکل تیار ہو جائے گا۔

عین اس زمانے میں جب کہ اجلاس میں دو روز باقی تھے یعنی ۱۹ مارچ کو لاہور ایک زبردست خونی حادثے کا شکار ہو گیا۔ پنجاب یونینسٹ پارٹی کی وزارت تھی۔ سر سکندر حیات خان سربراہ تھے۔ دوسری عالمگیر جنگ تیزی سے پھیل رہی تھی۔ قانون دفاع ہند نافذ ہو چکا تھا۔ اس قانون کی رو سے تمام فوجی و نیم فوجی رضا کار تنظیموں پر پابندی عائد کی جا چکی تھی۔ حکومت پنجاب نے اس قانون کے تحت علامہ مشرقی کی خاکسار تنظیم پر پابندی عائد کر دی اور یہ حکم جاری کیا کہ وہ باوردی پریڈ اور فوجی مشقیں نہ کریں۔ خاکساروں نے اجلاس سے

صرف دو روز قبل یعنی ۱۹ مارچ کو اس حکم کی خلاف ورزی کی تو قانون حرکت میں آ گیا۔ خاکساروں نے مزاحمت کی۔ ان پر فائرنگ کی گئی۔ نتیجتاً بہت زبردست ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لاہور کی سڑکوں، گلیوں، کوچوں اور بازاروں میں خاکساروں کا خون ہی خون تھا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ۳۰ خاکسار شہید ہوئے اور کئی ایک زخمی ہوئے۔ مسلم لیگ جس نے بڑی جانفشانی سے جلسے کے انتظامات کیے تھے حیران و پریشان تھی۔ ڈر یہ تھا کہ سر سکندر حیات خان یہ اجلاس منعقد ہونے دیں گے یا نہیں اور اندیشہ تھا کہ کہیں یہ اجلاس ایک مرتبہ پھر پہلے کی طرح سازش کا شکار نہ ہو جائے کہ اسے ملتوی کرنا پڑے۔ اندیشے کسی قدر درست ثابت ہوئے۔ سر سکندر حیات خان نے لاہور کے حالات سے قائداعظمؒ کو آگاہ کرتے ہوئے ایک تار کے ذریعے اجلاس ملتوی کرنے کا مشورہ دیا۔ نواب بہادر یار جنگ کہتے ہیں:

''ایک روز سو کر اٹھا تو ڈاکیے نے دو تار ایک ہی وقت لا کر دیے۔ دیکھا تو ایک تار حضرت قائداعظمؒ کا تھا اور دوسرا علامہ مشرقی کا۔ دونوں میں طلبی کا حکم تھا۔ دونوں تار دہلی سے آئے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ کیا معاملہ ہے۔ فوراً بستر باندھا اور قائداعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، خیر و عافیت دریافت کی۔ انہوں نے کچھ نہ کہا بس میرے ہاتھ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا تھما دیا۔ دیکھا تو یہ ایک پیغام تھا۔ سر سکندر حیات کا قائداعظمؒ کے نام کہ اجلاس لاہور ملتوی کر دیا جائے۔ میں نے جب اس کو پڑھ لیا تو قائداعظمؒ نے فرمایا لاہور کا یہ اجلاس بہت اہم ہے۔ اس میں بہت اہم فیصلے کیے جانے ہیں جس کے نتائج مسلم قوم کے لیے بہت دور رس ہوں گے۔ اجلاس کا اعلان ہو چکا ہے۔ مندوبین کے نام دعوت نامے جاری کیے جا چکے ہیں مگر صورت حال بہت نازک ہے۔ لیگ کے ایک گروپ کا خیال ہے کہ ان حالات میں اجلاس ملتوی کر دیا جائے جب کہ دوسرے گروپ کا خیال ہے کہ اجلاس ضرور ہو۔ میں تمہاری رائے چاہتا ہوں کیونکہ تمہارا تعلق دونوں تنظیموں یعنی مسلم لیگ اور خاکسار سے ہے۔ میں نے دو منٹ خاموشی اختیار کی اور اس کے بعد

سر سکندر حیات خان

عرض کیا ''قائداعظمؒ مسلم لیگ کا اجلاس اسی سال مقرر وقت پر لاہور میں منعقد ہو گا۔ آپ لاہور تشریف لے جائیں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میری آپ سے صرف یہ درخواست ہے کہ آپ جلوس کی شکل میں لاہور ریلوے اسٹیشن سے شہر کی طرف روانہ نہ ہوں۔ باقی معاملہ کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔'' میری بات سن کر قائداعظمؒ کا چہرہ کھل اٹھا۔ انہوں نے میری درخواست کو شرف پذیرائی بخشا۔ مسلم لیگ کے تمام سربراہ، قائدین اور کارکنوں کے نام تار روانہ کیے گئے کہ اجلاس لاہور ہی میں پروگرام کے مطابق ہو گا اور وقت مقررہ پر ہو گا۔ دوسرے دن قائداعظمؒ نے رخت سفر باندھا۔ میں ان کے ساتھ تھا۔ راستہ میں مختلف اسٹیشنوں پر قائداعظمؒ کا والہانہ استقبال ہوا۔ لاہور پہنچنے کے بعد قائداعظمؒ سٹیشن کے پچھلے دروازے سے اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہو گئے اور میں انہی کی کمپارٹمنٹ سے لاہور سٹیشن کے پلیٹ فارم پر اترا۔ لوگوں نے مجھے گھیر لیا۔ سب کی نگاہیں قائداعظمؒ کو تلاش کر رہی تھیں وہ انہیں جلوس کی شکل میں لیجانا چاہتے تھے۔ فلک شگاف نعرے لگ رہے تھے۔ قائداعظمؒ زندہ باد! مسلم لیگ زندہ باد! میں نے لوگوں کو سمجھا بجھا کر واپس لوٹا دیا۔

جناب ابو سعید کے مطابق جو کہ مجلس استقبالیہ کے ایک رکن تھے قائداعظمؒ جب پلیٹ فارم پر اترے تو استقبالیہ کمیٹی کے ارکان کے علاوہ جناب سر سکندر حیات خان بھی پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ ان کے ہاتھ میں ایک خوبصورت ہار تھا جو قائداعظمؒ کو پہنانا چاہتے تھے۔ قائداعظمؒ کی نظر جب ہار پر پڑی تو انہوں نے ہار پہننے سے انکار کر دیا اور خاموشی سے جناب شاہ نواز ممدوٹ کے ساتھ اپنی قیام گاہ کو چلے گئے۔ وہاں انہوں نے کچھ دیر آرام کیا، پھر ہسپتال جا کر زخمی خاکسار کی خیریت دریافت کی، ان کی دلجوئی کی۔ آپ کے اس عمل سے

حالات پر بہت اچھا اثر پڑا۔

اشتہار از سید حسن ریاض پبلسٹی آل انڈیا مسلم لیگ دہلی۔

مسلم لیگ کی اسپیشل ٹرین دہلی سے صرف ان مسلمانوں کے لیے روانہ ہوگی جو مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کیلئے جارہے ہیں۔ ۲۰ مارچ کو بدھ کے روز ساڑھے سات بجے قائداعظمؒ مسٹر جناح اسی اسپیشل ٹرین سے لاہور جائیں گے۔ جو مسلمان اس اسپیشل ٹرین سے لاہور کے اجلاس میں شرکت کیلئے جانا چاہیں مسلم لیگ کے صدر دفتر ٹیلی فون نمبر ۵۵۳۰ میں اپنا نام درج کرادیں تاکہ جگہ کا انتظام کردیا جائے۔ اسپیشل ٹرین میرٹھ/سہارنپور سے ہوتی ہوئی لاہور جائے گی۔

یہ وہ اسپیشل ٹرین نہیں ہے جس کا بھٹناگر صاحب نے اشتہار دیا تھا۔ وہ اسپیشل ٹرین منسوخ ہوگئی۔ یہ دوسری اسپیشل ٹرین ہے جو براہ راست مسلم لیگ کے اہتمام میں جارہی ہے۔ اس اسپیشل ٹرین میں کھانے اور قیام کا انتظام نہیں ہوگا۔

معمولی ایسٹر کے کنسیشن ٹکٹ سے ۲۰ مارچ کو ۷:۳۰ شام اس اسپیشل ٹرین میں صدر آل انڈیا مسلم لیگ کے ساتھ جایئے اور پھر جس گاڑی سے چاہیں ۸ اپریل ۱۹۴۰ء تک واپس آیئے۔ کوئی قید اور پابندی نہیں ہے۔

کرایہ کی تفصیل واپسی ٹکٹ

فرسٹ کلاس: ۴۶ روپے ۲ آنہ

انٹر کلاس: ۱۱ روپے ۵ آنہ

سیکنڈ کلاس: ۲۳ روپے ایک آنہ

تھرڈ کلاس: ۷ روپے ۶ آنے

(نوٹ) کونسل کے ممبروں اور وفود کے قیام کا انتظام مجلس استقبالیہ کی طرف سے کیا گیا ہے۔ مہمان اپنے قیام کے خود ذمہ دار ہونگے۔

اسٹیشن پر ہجوم اس قدر تھا کہ اخباری نمائندے جناح

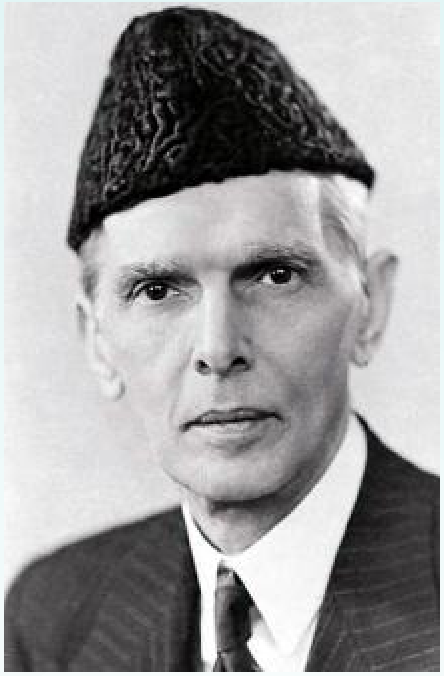

صاحبؒ تک پہنچ ہی نہ سکے۔ چنانچہ جب قائداعظمؒ ممدوٹ ولا پہنچے تو اخباری نمائندے وہاں موجود تھے۔ ان سے گفتگو کرتے ہوئے قائدؒ نے فرمایا:

''مسلم لیگ کا یہ سیشن اسلامی ہند کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرے گا۔ ہم اس وقت متعدد اہم معاملات سے دوچار ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ہم سب کے اشتراک اور تعاون سے ان متعدد مسائل کو حل کرنے میں کامیاب ہونگے۔ ہمیں لازماً پرامن، منظّم اور قانون کا پابند رہنا چاہیے۔ مجھے پریس پر پورا اعتماد ہے کہ وہ مسلم لیگ کے موجودہ اجلاس کو کامیاب بنانے میں میرا ہاتھ بٹائے گا۔''

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے قائداعظمؒ نے کہا:

''۱۹ مارچ کے سانحہ کے متعلق سن کر جس کی وجہ سے کئی جانیں ضائع ہوئیں اور متعدد اشخاص زخمی ہوئے ہیں بہت دکھ ہوا ہے لیکن ہمیں اس کی وجہ سے ہراساں نہیں ہونا چاہیے بلکہ تمام حالات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے اور مجھے امید ہے کہ ہم صحیح حل دریافت کرلیں گے۔''

اجلاس کے تمام پروگرام اخبارات میں گاہے بگاہے شائع ہورہے تھے۔ روزنامہ شہباز لاہور نے اپنی ۱۱ مارچ کی اشاعت میں وہ تمام تفصیل شائع کی جو جناب بشیر احمد جنرل سیکرٹری استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے شائع کی گئی تھی۔ اس اجلاس کی کارروائی کے پروگرام سے لیکر مہمانوں کے قیام وطعام، سواری اور تحقیقات کے دفتر اور ان کے فون نمبر تک شائع کیے گئے تھے۔ جن میں چند ایک کی تفصیل درج ہے:

''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اہم ستائیسواں سالانہ اجلاس جس کا پروگرام اوپر درج کیا گیا ہے لاہور میں اکبر کے عظیم الشان قلعہ اور اورنگزیب کی شہرہ آفاق بادشاہی مسجد کے قریب منٹو پارک کے وسیع میدان میں منعقد ہورہا ہے جہاں ایک شاندار پنڈال تعمیر کیا گیا ہے۔ اس اجلاس میں ہندوستان میں مسلمانوں کی قومی حیثیت کے متعلق نہایت اہم مسائل پیش ہونے والے ہیں جن کا قوم کے مستقبل پر اثر پڑے گا اور اس لیے اس میں شرکت کی غرض سے اسلامی ہند کے کونے کونے سے عوام و خواص ہزاروں کی تعداد میں آرہے ہیں، نیز ہندوستان کے مسلمان رہنماؤں کے علاوہ دولتِ اسلامیہ کے عمائدین بھی تشریف لا رہے ہیں''

قیام وطعام:

مہمانوں کے قیام وطعام کے لیے پنڈال کے ارد گرد سینکڑوں خیمے نصب کیے گئے ہیں اور مختلف قسم کی طعام گاہوں اور دکانوں کا انتظام کیا گیا ہے۔ جہاں عوام وخواص کی ضروریات با آسانی پوری ہوسکیں گی۔ یہاں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ارکان صوبائی لیگوں کے مندوبین اور بیرونی رضا کاروں کا قیام ہوگا اور کونسل کے بعض ارکان سول اسٹیشن میں اپنے احباب کے ہاں ٹھہریں گے۔ تمام شرکاء، وزیٹر اور سول اسٹیشن کے انگریزی اور ہندوستانی ہوٹلوں میں ٹھہر سکتے ہیں۔

سواری:

ریلوے اسٹیشن پر پنڈال کے قریب اور عام طور پر سارے شہر میں ٹیکسی، موٹر گاڑیاں اور ٹانگے با آسانی دستیاب ہوسکتے ہیں۔ ان کے کرایہ کی زیادہ سے زیادہ شرح حسب ذیل ہے:

ٹیکسی، گاڑیاں: ۸ آنے فی میل، گھنٹہ ٹھہرنے کے لیے۱۲ آنے

ٹانگے: پہلا گھنٹہ ۸ آنے، اس کے بعد ہر گھنٹہ ۵ آنے

تحقیقات:

اسٹیشن اور پنڈال کے باہر لیگی رضا کار چھوٹی بڑی باتوں میں مہمانوں اور دوسرے نوواردوں کی ہر طرح بخوشی امداد کریں گے تحقیقات کا ایک دفتر اسٹیشن اور پنڈال کے پاس روز وشب کھلا رہے گا۔ پنڈال کے باہر ٹیلی فون کی سہولت بھی بہم پہنچائی جائے گی۔

دفتر مجلس استقبالیہ: ممدوٹ ولا۔ ڈیوس روڈ، لاہور ٹیلی فون نمبر ۴۲۸۲

تار کا پتہ: نواب ممدوٹ لاہور

دفتر تحقیقات: پنڈال آل انڈیا مسلم لیگ منٹو پارک لاہور۔

ٹیلی فون نمبر: ۵۰۹۲

مسلم لیگ کے ۲۷ویں سالانہ اجلاس کے پروگرام کی ایک جھلک:

۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء بروز جمعرات:

صبح دس بجے قائداعظمؒ کی آمد، ریلوے اسٹیشن پر استقبال

۱۲ بجے: قائداعظمؒ کی پریس کانفرنس

۲ بجے: زخمی خاکساروں کی عیادت

۵ بجے: منٹو پارک میں مسلم لیگ کی رسم پرچم کشائی

۲۲ مارچ بروز جمعہ:

دس بجے: سبجیکٹس کمیٹی کا اجلاس

اڑھائی بجے: اجلاس کا افتتاح،

میاں بشیر احمد کی نظم

نواب سر شاہنواز آف ممدوٹ کا خطبہ

قائداعظمؒ کا خطبۂ صدارت

رات ۹ بجے سے ایک بجے تک سبجیکٹس کمیٹی میں قراردوں پر غور

۲۳ مارچ بروز ہفتہ:

صبح دس بجے سے بارہ بجے تک: سبجیکٹس کمیٹی کا اجلاس

۳ بجے دوسرا اجلاس

نوابزادہ لیاقت علی خان جنرل سیکرٹری کی سالانہ رپورٹ

قرارداد لاہور جو مولوی فضل حق نے پیش کی اور جس کی تائید چوہدری خلیق الزمان نے کی

قرارداد کی تائید میں مولانا ظفر علی خان، سردار اورنگزیب خان اور سر عبداللہ ہارون کی تقاریر

رات نو بجے سے دو بجے تک سبجیکٹس کمیٹی میں دوسری قراردادوں پر غور

۲۴ مارچ بروز اتوار:

سوا گیارہ بجے دن: قرارداد لاہور کی مزید حمایت میں اکابرین مسلم لیگ کی تقاریر: نواب محمد اسماعیل خان، قاضی محمد عیسیٰ، عبدالحمید خاں، آئی آئی چندریگر، ڈاکٹر محمد عالم، عبدالحامد بدیوانی، سید ذاکر علی، بیگم محمد علی، نواب بہادر یار جنگ۔

ساڑھے گیارہ بجے شب اجلاس کا اختتام

قائداعظمؒ نے ۲۱ مارچ کو پرچم کشائی کی:

۲۱ مارچ کی سہ پہر کو قائداعظمؒ کو پنڈال سے باہر پرچم کشائی کی رسم ادا کرنی تھی، چنانچہ دوپہر ہی سے لوگوں کا بہت بڑا ہجوم وہاں جمع ہونا شروع ہوگیا۔ سب سے بڑا پنڈال وہ تھا جس میں سالانہ اجلاس ہونے والا تھا۔ اس پنڈال کے بڑے دروازے کا نام باب جناح رکھا گیا تھا اور بڑے دروازے کے دونوں طرف اونچے مینار بنائے گئے تھے جس سے اس دروازے کی خوبصورتی اور پنڈال کی شان دوبالا ہوجاتی تھی۔ سٹیج بڑا وسیع تھا جس پر پانچ سو سے زائد افراد کے بیٹھنے کا انتظام تھا۔ دائیں طرف کرسیوں کا خاص بلاک تھا، بائیں طرف کرسیاں تھیں ان کے پیچھے گیلری تھی اور اس کے پیچھے عام نشستوں کے لیے دریاں بچھی ہوئی تھیں۔ اس پنڈال میں پچھتر ہزار سے زیادہ لوگوں کے بیٹھنے کا انتظام تھا۔ سٹیج کے لیے سو روپیہ ٹکٹ تھا، کرسیوں کے خاص بلاک کے لیے آٹھ آنے تھا۔ خواتین کے لیے الگ پردے میں بیٹھنے کا انتظام تھا۔

اس بڑے پنڈال کے علاوہ سبجیکٹس کمیٹی کے اجلاس کے لیے پنڈال بنا ہوا تھا جو چاروں طرف سے بند تھا۔ ایک پنڈال چائے کے لیے تھا۔ یہاں حاضرین کے لیے کھانے پینے کا انتظام تھا۔ ایک درمیانے پنڈال میں آل انڈیا مسلم لیگ کا دفتر کھول دیا گیا، ایک دوسرے پنڈال میں مجلس استقبالیہ کا دفتر تھا۔ اس کے علاوہ رضا کاروں کے خیمے لگے ہوئے تھے۔ ہندوستان کے مختلف حصوں سے رضا کاروں کے جیش آئے تھے۔ سب سے بڑا جیش تو صوبہ سرحد سے آیا تھا۔ ان کے علاوہ سی پی بنگال، بہار، آسام، بمبئی، یوپی اور دہلی سے بھی کافی تعداد میں رضا کار آئے تھے۔ ان سب کے لیے الگ خیمے تھے، ان کے ساتھ مندوبین کی رہائش کا انتظام تھا۔

قائداعظمؒ کو ۲۱ مارچ کو چار بجے پرچم کشائی کرنی تھی۔ اس پرچم کشائی کی تقریب کے لیے ایک چبوترہ بنایا گیا تھا جس کے درمیان اونچے بانس پر پرچم نصب کر دیا گیا تھا۔ جناحؒ صاحب ٹھیک چار بجے پنڈال میں

پہنچے۔ نواب سرشاہنواز ان کے ہمراہ تھے، جناح صاحب نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا:

''میں ابھی ابھی ان زخمیوں اور بیماروں کو میو ہسپتال دیکھ کر آرہا ہوں۔ یہ لوگ ایک رنجیدہ واقعہ کے شکار ہوئے ہیں۔ یہ واقعہ حقیقتاً بہت ہی رنجیدہ ہے۔ جس کے نتیجے میں بہت سی جانیں ضائع ہوئیں۔ بہت سے لوگ زخمی ہوئے۔ ہم میں سے ہر ایک کو ان زخمیوں اور ان کے لواحقین سے پوری پوری ہمدردی ہے اور ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں''۔

انہوں نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا:

''آج دوست اور دشمن اس بات پر متفق ہیں کہ مسلمانان ہند کی ایک ہی نمائندہ جماعت ہے اور وہ آل انڈیا مسلم لیگ ہے جس کی پرچم کشائی کی رسم آج ادا کی جارہی ہے۔ ہمیں آج اس مبارک موقع پر عہد کرنا چاہیے کہ ہم اس پرچم کو سربلند رکھنے کیلئے ہر قسم کی قربانیاں دیں گے اور اس کو کسی صورت سرنگوں نہیں ہونے دیں گے''۔

ادھر پرچم کشائی کی رسم ادا کی جارہی تھی ادھر شہر میں پھر خاکساروں اور پولیس میں مقابلہ ہورہا تھا۔ کرنال کے آٹھ خاکساروں نے انار کلی بازار میں پریڈ کرنی شروع کردی۔ جیسے ہی آٹھ خاکساروں کا جیش بازار میں نمودار ہوا انارکلی میں دہشت پھیل گئی اور دکانیں بند ہونے لگیں۔ پولیس بھی موقع پر پہنچ گئی اور انہوں نے جیش کے سالار کو منتشر ہونے کے لیے کہا لیکن انہوں نے انکار کردیا۔ اس پر اشک آور گیس چھوڑی گئی اور ان کو گرفتار کرلیا گیا۔

پرچم کشائی کے بعد پورے برصغیر سے آئے ہوئے مسلم لیگ نیشنل گارڈ نے قائداعظمؒ کو سلامی دی۔ اس کارروائی کے بعد نیشنل گارڈز نے اپنے انتظامی فرائض سنبھال لیے۔

۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء کو جلسہ گاہ میں فرزندان توحید کا بے پناہ ہجوم تھا۔ دس کروڑ مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن، بے تاج بادشاہ، قوم کا سپہ سالار اعظم ۳ بجکر ۵۰ منٹ پر پنڈال میں داخل ہوا۔ جلسہ گاہ میں طوفان آگیا مگر حاضرین نے نظم وضبط کا مظاہرہ کیا۔ نیشنل گارڈ کے چاق وچوبند دستے نے آپ کو سلامی دی۔ فضا نعرہ تکبیر اللہ اکبر، قائداعظمؒ زندہ باد، مسلم لیگ زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین شاہنواز ممدوٹ نے قائداعظمؒ کا استقبال کیا اور ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ قائداعظمؒ سٹیج پر جانے کے لیے جس راستے سے گزرے لوگوں نے ان پر پھولوں کی بارش کردی۔

قائداعظمؒ کی نشست کے دائیں بائیں اور عقب میں پورے ملک سے آئے ہوئے مسلم لیگی قائدین تشریف فرما تھے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد کئی نظمیں پڑھی گئیں۔ ان میں جناب انور غازی آبادی نے میاں بشیر احمد کی مندرجہ ذیل مشہور نظم اپنے مسحور کن ترنم میں پڑھی۔

ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناح
ملت ہے جسم، جاں ہے محمد علی جناح
صد شکر پھر ہے گرم سفر اپنا کارواں
اور میر کارواں ہے محمد علی جناح
تصویر عزم، جانِ وفا، روحِ حریت
ہے کون؟ بے گماں ہے، محمد علی جناح
رکھتا ہے دل میں تاب و تواں نو کروڑ کی
کہنے کو ناتواں ہے محمد علی جناح
رگ رگ میں اس کی ولولہ ہے حب قوم کا
پیری میں بھی جواں ہے محمد علی جناح
لگتا ہے ٹھیک جا کے نشانے پہ جس کا تیر
ایسی کڑی کماں ہے محمد علی جناح
ملت ہوئی ہے، زندہ پھر اس کی پکار سے
تقدیر کی اذاں ہے محمد علی جنا ح
غیروں کے دل بھی سینے کے اندر دہل گئے
مظلوم کی فغاں ہے محمد علی جناح
اے قوم! اپنے قائداعظمؒ کی قدر کر
اسلام کا نشاں ہے محمد علی جناح
عمر دراز پائے، مسلمان کی ہے دعا
ملت کا ترجماں ہے محمد علی جناح

بعد ازاں صدر استقبالیہ کمیٹی نواب شاہ نواز ممدوٹ (نواب افتخار حسین ممدوٹ کے والد محترم) نے قائداعظمؒ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ نے مسلمانوں اور ہندوستان میں بسنے والی دوسری اقلیتوں کے مفادات اور قومی خود مختاری کے لیے جو کام شروع کر رکھا ہے وہ ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ میں ایک سنہرے باب کی حیثیت اختیار کرلے گا۔ مسلم لیگ آج کل جن خطوط پر کام کر رہی ہے اس سے نہ

صرف مسلمانوں کی قومی زندگی، ان کی آزادی کی جدوجہد کو فائدہ پہنچے گا بلکہ وہ دوسری اقلیتوں کے لیے بھی مفید ثابت ہوگا۔ انہیں مسرت ہے کہ مسلمان اپنی اس نمائندہ تنظیم کے پوری طرح ساتھ ہیں اور وہ مسلم لیگ کے پرچم تلے روز بروز مضبوط ہو رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ مسلمان آزاد ہندوستان میں آزاد ہونا چاہتے ہیں اور برطانیہ یا کانگرس ان کو اس راستے سے منحرف نہیں کرسکتے۔ مسلم لیگ ہندوستان کی آزادی چاہتی ہے مگر یہ فریب بھی نہیں کھاسکتی کہ آزادی حاصل کرتے ہی وہ اکثریت کی غلام بن جائے۔ مسلمان ہر اس سکیم یا منصوبے کی مخالفت کریں گے جو مسلم حقوق کے منافی ہوگا۔

انہوں نے ۱۹۳۵ء کے ایکٹ پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو مغربی طرز حکومت موافق نہیں اور گزشتہ ڈھائی سال کے اس تلخ تجربے کے بعد جو کانگرس کے اکثریتی صوبوں میں مسلمانوں کو ہوا ہے ہندوستان کے مسلمان ہرگز یہ برداشت نہیں کریں گے کہ وہ اکثریت کے رحم وکرم پر اپنی زندگی گزاریں۔ اس اکثریت کا مذہب، تہذیب وتمدن اور رسم و رواج مسلمانوں سے بالکل مختلف ہیں۔ یورپی اقوام جن کا مذہب ایک ہے، زبان ایک ہے، تہذیب وتمدن اور تاریخ ایک ہے وہ ایک قوم کی بالادستی قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم اس اکثریت کی بالادستی قبول کرلیں۔ (ان کا اشارہ جرمن قوم کی طرف تھا۔)

انہوں نے کہا کہ گزشتہ ربع صدی میں بیسیوں بار ایسے مواقع آئے کہ فرقہ وارانہ مسائل کا حل نکل سکتا تھا اور دونوں قوموں کے درمیان کوئی نہ کوئی سمجھوتہ ہوجاتا مگر ہر بار کانگرس آڑے آئی۔ وہ مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت کو تسلیم کرنے کو تیار نہ تھی اور اس کا مقصد ہی یہ ہے کہ مسلمان اپنا علیحدہ تشخص اور آزادی برقرار نہ رکھ سکیں۔

سرشاہ نواز نے کہا کہ جہاں تک صوبائی خودمختاری کا تعلق ہے ٹھیک ہے، مگر ایک عوامی حکومت اس طرح چل سکتی ہے جب اکثریت، اقلیتوں کے ساتھ ہر میدان میں انصاف کرے مگر افسوس کہ کانگرس نے صوبوں میں جو حکومتیں بنائیں وہ اقلیتوں کے ساتھ انصاف نہ کرسکیں۔ دوسری طرف پنجاب اور بنگال کی مسلم حکومتوں نے اپنی اقلیتوں کو مطمئن رکھنے کے لیے تمام اقدامات کیے۔ حکومت پنجاب نے گزشتہ تین سالوں میں جنوب مشرقی پنجاب کے غیر مسلم اکثریتی علاقوں میں قحط زدگان کے لیے دو کروڑ ۷۵ لاکھ روپے خرچ کیے۔ اس علاقے کی اکثریت ہندو جاٹوں پر مشتمل ہے۔

انہوں نے کہا کہ مجھے تسلیم ہے کہ کچھ مسلمان رہنما اپنی قوم کا ساتھ چھوڑ کر کانگرس میں شامل ہوگئے ہیں جو ہندوستان کی آزادی نہیں بلکہ ہندو قوم کی آزادی کیلئے جنگ لڑ رہی ہے۔

اے مہمانان محترم اور اے برادران اسلام میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک سرور کائنات ﷺ کی حرمت کے صدقے میں آپ کے دلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دے۔ آپ کو دولتِ یقین سے مالا مال کرے اور آپ جس عظیم الشان کام کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں اس کے اہتمام و انصرام میں کامیابی فرمائے۔ ربنا ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین!

آخر میں ایک دفعہ آپ حضرات کی تکلیف فرمائی اور تشریف آوری کے لیے دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں اپنے فرض میں کوتاہی کا مجرم ہوں گا اگر مجلس استقبالیہ کے محنتی، مخلص اور سرگرم کارکنوں کی خدمت میں دلی ہدیہ تشکر پیش نہ کروں۔ جنہوں نے اس اجلاس کے انعقاد کی کوششوں میں شبانہ روز میرا ہاتھ بٹایا اور جن کے تعاون کے بغیر میں اپنے کمزور کندھوں پر اتنا بار گراں ہرگز نہیں اٹھاسکتا تھا۔

اس سپاسنامہ میں عروس البلاد لاہور کے تاریخی ثقافتی اور تعلیمی پس منظر میں برصغیر کی سب سے عظیم سجدہ گاہ، اورنگزیب عالمگیر کی تعمیر کردہ بادشاہی مسجد اور اس کی

نگہداشت کے سلسلہ میں جب سر سکندر حیات کا ضمناً ذکر آیا تو جلسہ گاہ سے آوازیں بلند ہوئیں ”اس قاتل کا نام مت لو!“ بعد ازاں شدت جذبات سے نعرے بلند ہونے لگے! انگریز کا ٹوڈی ہائے ہائے، سکندر حیات مردہ باد۔ لوگوں کے جذبات ہیجانی کیفیت اختیار کرتے جا رہے تھے۔

سکندر حیات خود بھی جلسہ میں موجود یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ اس طوفان مخالفت کو جوش میں آتا دیکھ کر موصوف جلسہ گاہ سے فرار ہو گئے۔ خطبہ استقبالیہ شور محشر میں دب گیا۔ آخر کار قائداعظمؒ مائیکروفون پر تشریف لائے اور یہ شور قیامت دیکھتے ہی دیکھتے سکوت و سکون میں بدل گیا۔ قائداعظمؒ اس وقت سیاہ شیروانی میں ملبوس تھے۔ پہلے آپ نے اردو میں کچھ فرمایا۔ بعد ازاں انگریزی میں ایک گھنٹہ چالیس منٹ تقریر فرمائی۔ حاضرین کی اکثریت انگریزی سے نابلد ہونے کے باوجود ہمہ تن گوش تھی اور قائداعظمؒ کے چہرے کے اتار چڑھاؤ پر داد کے ڈونگرے برسا رہی تھی۔ کبھی وہ شیر کی طرح دھاڑتے اور کبھی ریشم جیسے نرم لہجے میں بات کر کے مسلمانان ہند کے دلوں کو گرما رہے تھے۔ قائداعظمؒ نے مسلم خواتین کو، جن کی پہلی بار ایک بڑی تعداد موجود تھی اور پنڈال میں نیشنل گارڈز نے ان کے لیے پردے کا انتظام کر رکھا تھا، سیاسی اور قومی سرگرمیوں میں دلچسپی لینے کی ہدایت دینے کے بعد ملکی حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا:

”ہم اپنے موقف پر ثابت قدمی سے قائم ہیں۔ یہ آزادی پورے ہندوستان کے لیے ہونی چاہیے، کسی ایک طبقے کے لیے نہیں۔ یہ آزادی ہندو کانگرس کے مقاصد کے تحت نہیں ملنی چاہیے۔ جس کا مقصد مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کی غلامی ہے۔ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ حکومت برطانیہ اور ہندو کانگرس میں ایسا معاہدہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسا ہوا۔ ہم چیختے رہے فریاد کرتے رہے مگر انگریز گورنروں حتیٰ کہ وائسرائے نے بھی کانگریسی صوبائی وزارتوں کے مظالم کے سلسلہ میں کوئی اقدام کرنے سے معذوری ظاہر کر دی۔

ہندو کانگرس کا مطالبہ ہے کہ پہلے ہمیں آزادی دو پھر ہم دیکھیں گے کہ کسے کیا دینا ہے؟“

گاندھی جی کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ”اُن کا کہنا ہے کہ مسلمان ہندوؤں کو کہتے ہیں کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی چیز مشترک نہیں۔ لیکن گاندھی جی کہتے ہیں کہ وہ قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں اور مسلمان بھی اسے پڑھتے ہیں“ (جلسہ گاہ میں قہقہے بلند ہوئے) قائداعظمؒ نے مزید فرمایا:

”آنکھوں کا اندھا بھی جان چکا ہے کہ مسلم لیگ مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ پھر یہ ناجائز حربے کیوں اختیار کیے جا رہے ہیں۔ برطانیہ کو ترغیب دی جا رہی ہے کہ مسلمانوں کو ملیامیٹ کر دیا جائے۔ میں اس پلیٹ فارم سے اعلان کرتا ہوں۔ اگر کوئی عبوری سمجھوتہ، فیصلہ یا اعلان مسلمانوں کی رضا مندی یا اجازت کے بغیر کیا گیا تو ہم اس کی شدید مزاحمت کریں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مسلم ہندوستان کسی ایسے دستور کو قبول نہیں کر سکتا جس کا لازمی نتیجہ ہندو اکثریت کی حکومت کی صورت میں نکلے۔ ایک ایسے جمہوری نظام کا مطلب صرف ”ہندو راج“ ہی ہو سکتا ہے جو اقلیتوں پر زبردستی ٹھوس دیا گیا ہو اور جس کے تحت ہندوؤں اور مسلمانوں کو زبردستی اکٹھا کیا گیا ہو۔ اس قسم کی جمہوریت جو کانگرس ہائی کمان کو دل و جان سے عزیز ہے اس چیز کو مکمل طور پر نیست و نابود کر دے گی جو اسلام میں انتہائی عزیز ہے۔ ہمیں گزشتہ ڈھائی سال کے دوران صوبائی دستوروں پر عمل درآمد کا اچھا خاصا تجربہ حاصل ہو چکا ہے۔ اس قسم کی جابرانہ حکومت کا ایک ہی مطلب ہے کہ یہاں خانہ جنگی ہو اور پرائیویٹ فوجیں بنائی جائیں جن کی سفارش گاندھی جی نے سکھر کے ہندوؤں سے کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ انہیں تشدد سے اپنا بچاؤ کرنا چاہیے مکے کا بدلہ مکے سے دیا جائے اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو انہیں یہ ملک چھوڑ کر کہیں اور چلے جانا چاہیے۔

جیسا کہ عام طور پر سوچا سمجھا جاتا ہے، مسلمان اقلیت نہیں ہیں، اس کی توثیق کے لیے فقط اپنے چاروں طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔ آج بھی ہندوستان کے برطانوی نقشے کے مطابق گیارہ میں سے چار صوبوں میں

جہاں مسلمانوں کا کم وبیش غلبہ ہے خوب عملدرآمد ہورہا ہے۔اس کے باوجود ہندو کانگرس ہائی کمان نے عدم تعاون اور سول نافرمانی کا فیصلہ کررکھا ہے۔لفظ ''قوم'' کی ہرتعریف کی رو سے مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں اور اس لحاظ سے ان کا اپنا علیحدہ وطن، اپنا علاقہ اور اپنی مملکت ہونی چاہیے۔ہم چاہتے ہیں کہ آزاد اور خودمختار قوم کی حیثیت سے اپنے ہمسایوں کے ساتھ امن اور ہم آہنگی کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے روحانی، ثقافتی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی زندگی کو اس طریقے سے زیادہ سے زیادہ ترقی دیں جو ہمارے نزدیک بہترین اور جو ہمارے نصب العین سے ہم آہنگ اور ہماری قوم کے مزاج کے مطابق ہو۔ ہمارے کروڑوں لوگوں کے بنیادی مفادات ہم پر مقدس فرض عائد کرتے ہیں اور یہ ایمانداری کا تقاضا بھی ہے کہ ایک باوقار اور پرامن حل دریافت کیا جائے جو سب کے لیے منصفانہ ہو۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں دھمکیوں اور تشدد آمیز نعروں سے مقصد اور نصب العین سے منحرف نہیں کیا جاسکتا۔ہمیں ہر قسم کی مشکلات، ہر طرح کے نتائج بھگتنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ہم نے اپنے سامنے جو نصب العین رکھ لیا ہے، اسے حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے ہر وقت آمادہ اور مستعد رہنا چاہیے۔

یہ ہے وہ کام جو ہم خواتین وحضرات کو انجام دینا ہے۔میرا خیال ہے میری تقریر خاصی لمبی ہوگئی ہے اور میں نے مقررہ وقت سے زیادہ وقت لے لیا ہے، کئی باتیں ہیں جو آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

میں نے ایک کتابچہ حال ہی میں چھپوایا ہے جس میں یہ سب باتیں آگئی ہیں۔یہ کتابچہ آپ کو اردو اور انگریزی زبان میں باآسانی مسلم لیگ کے دفتر سے دستیاب ہوسکتا ہے۔اس کے مطالعے سے ہمارے مقاصد آپ پر پوری طرح روشن ہوجائیں گے اس میں مسلم لیگ کی بہت اہم قراردادیں اور دیگر اعلانات شامل ہیں۔

بہرحال میں نے تفصیل سے وہ کام، وہ فریضہ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے جو ہم سب کو سرانجام دینا ہے۔کیا آپ کو احساس ہے یہ کام کتنا عظیم اور کتنا کٹھن ہے؟ کیا آپ کو احساس ہوگیا ہے کہ آپ آزادی محض دلیلوں کے بل پر حاصل نہیں کرسکتے؟

میں دانشوروں سے اپیل کرونگا۔ دنیا کے تمام ممالک میں دانشور آزادی کی تحریکوں کے رہنما اور علمبردار ہوتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں مسلمان دانشور کیا سوچ رہے ہیں؟ وہ کیا کرنے کا عزم باندھ رہے ہیں؟ میں کہتا ہوں جب تک آپ اپنے نصب العین کو اپنے خون میں رچا بسا نہیں لیتے جب تک آپ اپنی تمام آسائشات ترک کرنے کے لیے تیار نہ ہوں گے جب تک آپ اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہونگے، جب تک آپ اپنے لوگوں کیلئے بےغرضانہ، مخلصانہ اور صدق دلانہ کام کرنے کیلئے مستعد نہ ہونگے اس وقت تک آپ کو نہ کبھی احساس ہوگا نہ آپ اپنے نصب العین کو پہچان سکیں گے۔

دوستو! اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ پہلے آپ قطعی طور پر ارادہ کرلیجیے، پھر تدبیر سوچیے۔ اپنے لوگوں کو منظّم کیجیے۔ اپنی جماعت کو طاقتور بنائیے اور پورے ہندوستان کے مسلمانوں کو متحد کیجیے۔ میں دیکھتا ہوں لوگ بیدار ہوچکے ہیں۔انہیں صرف آپ کی قیادت اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔اسلام کے جانثار فرزندوں کی طرح آگے نکل آیئے، آگے بڑھیے اپنے لوگوں کو معاشی، معاشرتی، تعلیمی اور سیاسی اعتبار سے منظّم کیجیے۔ تب مجھے یقین ہے کہ آپ ایک ایسی قوت بن جائیں گے جسے دوسروں کے لیے قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔''

قرارداد پاکستان:

(منظور شدہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ ۲۲،۲۴ مارچ ۱۹۴۰ء)

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ کے سالانہ کھلے اجلاس میں قرارداد پاکستان جو قرارداد لاہور کے نام سے مشہور ہے، پیش ہوئی اور ۲۴ مارچ ۱۹۴۰ء کو متفقہ طور پر منظور کی گئی وہ قرارداد حسب ذیل ہے:

۱۔آئینی مسئلے پر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل اور مجلس عاملہ کے اس اقدام کی تائید وتوثیق کرتے ہوئے جوان کی ۱۷، ۱۸ ستمبر، ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء اور ۳ فروری ۱۹۴۰ء کی قراردادوں سے واضح ہوتا ہے آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس پرزور اعادہ کرتا ہے کہ وہ وفاقی منصوبہ جس کا اظہار گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء میں کیا گیا قطعاً غیر موزوں، اس ملک کے خاص حالات کے پیش نظر ناقابل عمل اور مسلم ہندوستان کے لیے یکسر ناقابل قبول ہے۔

۲۔اس اجلاس کی حتمی رائے ہے کہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۹ کو جو اعلان وائسرائے نے حکومت ملک معظم کی جانب سے کیا تھا وہ اس حد تک اطمینان بخش ہے کہ جس مسلک اور منصوبے پر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء مبنی ہے، اس پر ہندوستان کی مختلف جماعتوں مفادات اور فرقوں کے مشورے سے دوبارہ غور کرنے کا یقین دلایا گیا ہے لیکن مسلم ہندوستان اس وقت تک مطمئن نہیں ہوگا جب تک پورے آئینی منصوبے پر ازسرنو غور نہ کیا جائے اور کوئی نیا منصوبہ مسلمانوں کے لیے قابل قبول نہیں تاوقتیکہ وہ ان کی رضامندی اور منظوری سے مرتب نہ کیا جائے۔

۳۔قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی یہ مسلمہ رائے ہے کہ کوئی آئینی منصوبہ اس ملک میں قابل عمل اور مسلمانوں کے لیے قابل قبول نہیں ہوگا تاوقتیکہ وہ

مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں پر وضع نہ کیا گیا ہو یعنی جغرافیائی طور پر متصل وحدتوں کی حد بندی ایسے خطوط میں کی جائے (مناسب علاقائی ردوبدل کے ساتھ) کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے، مثلاً ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی حصے ان کی تشکیل ایسی آزاد ریاستوں کی صورت میں کی جائے جن کی مشمولہ وحدتیں خودمختار اور مقتدر ہوں۔ نیز ان وحدتوں اور خطوط میں اقلیتوں کے مذہبی، ثقافتی، معاشی، سیاسی، انتظامی اور دیگر حقوق و مفادات کا مناسب موثر اور حتمی تحفظ ان کے مشورے سے آئین میں صراحت کے ساتھ کیا جائے، اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں ان کے اور دیگر اقلیتوں کے مذہبی، ثقافتی، معاشی، سیاسی انتظامی اور دیگر حقوق و مفادات کا مناسب موثر اور حکمی تحفظ ان کے مشورے سے آئین میں صراحت کے ساتھ کیا جائے۔

مزید برآں یہ اجلاس مجلس عاملہ کو اختیار دیتا ہے کہ وہ بنیادی اصولوں کے مطابق آئین کا ایک منصوبہ مرتب کرے جس کی رو سے مذکورہ علاقوں کو بالآخر کلی اختیارات حاصل ہوجائیں مثلاً دفاع، امور خارجہ، مواصلات، محصولات اور دیگر ایسے امور جو ضروری سمجھے جائیں۔

قرارداد لاہور (قرارداد پاکستان) کی تائید اور منظوری:

جناب خلیق الزمان قائد حزب اختلاف یوپی اسمبلی نے قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا:

”مسلمانوں کو ان حالات کا تجزیہ کرلینا چاہیے جن سے مجبور ہو کر ہم نے بالآخر علیحدگی کا مطالبہ کر دیا ہے۔ اس کی اولین ذمہ داری حکومت برطانیہ پر ہے جس نے ہندوستان کو ایک قوم کا ملک گردانا۔ دوسری ذمہ داری

جناب خلیق الزمان

ہندو کانگرس اور ہندو اکثریت پر عائد ہوتی ہے جو صوبائی خودمختاری کے لیے سرگرداں ہیں جس کی وجہ سے مسلمان خود کو خطرات میں گھرا ہوا محسوس کر رہے ہیں۔ تیسری ذمہ داری ان مسلمانوں کی ہے جنہوں نے اتحاد بین المسلمین کے مقدس مقاصد کو پس پشت ڈالتے ہوئے چھوٹی چھوٹی غیر موثر تنظیمیں بنا رکھی ہیں۔ جو ہندو کانگرس کی حاشیہ بردار اور آلہ کار ہیں۔“

راشٹرپتی مولانا آزاد کی اس منطق پر کہ ۸ کروڑ مسلمانوں کو خوفزدہ ہونے کے بجائے اپنا دفاع کرنا

مولانا ظفر علی خاں

چاہیے، آپ نے فرمایا:

”معاملہ اگر ہندو مسلمان کے درمیان تلوار سے فیصلے کا ہوتا تو کوئی بات نہ تھی۔ کوئی ڈر خوف نہ تھا لیکن یہاں معاملہ ووٹوں کا ہے۔ میں نے ایک سچے مسلم لیگی اور کانگرس کے دوست کی حیثیت سے مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کر دیا ہے۔ اگر کانگرسی لیڈر اب بھی مسلمانوں سے متعلق اپنی مخصوص پالیسی پر کاربند رہیں گے تو مجھے یقین ہے یہاں لازمی خانہ جنگی ہوگی۔“

مولانا ظفر علی خان نے اپنے مخصوص انداز میں قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ:

”ہندو کانگریس نے مسلمانوں کی وجہ سے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے اور اب وہ مسلمانوں ہی سے بے اعتنائی برت رہی ہے۔ کانگرس مسلمانوں کی سیڑھی سے بام تک پہنچی ہے اور اب سیڑھی کو لات مار کر گرا رہی ہے۔ میں ہندو مسلم اتحاد کا زبردست مبلغ رہا ہوں۔ اس کے لیے میں نے جیل کی صعوبتیں کاٹی ہیں لیکن سالہا سال کے تجربے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ ہندو مسلم اتحاد ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا اور اسی لیے ہم اپنی الگ حکومت قائم کرنے کا اعلان کر رہے ہیں تاکہ ہم اپنی تہذیب اور ثقافت کے مطابق اپنے گھر کا انتظام کرنے کے لیے آزاد ہوں۔“

صوبہ سرحد کی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف سردار اورنگزیب نے کہا:

”صوبہ سرحد ہندوستان کا دروازہ ہے اور یہاں کے رہنے والے مسلمان اسلامیان ہند کی آزادی کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے میں فخر محسوس کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں اور ہم اس قوم کے لیے ایک علیحدہ وطن چاہتے ہیں اور اس قرارداد میں ہمارے وطن کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔“

سر عبداللہ ہارون ایم ایل اے مرکز نے قرارداد کی

تائید میں مزید فرماتے ہوئے اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کے متعلق انتباہ کیا:

''اگر انہیں (مسلمانوں کو) پریشان کیا گیا تو سب مسلمانوں کا یہ فرض ہوگا کہ وہ کچھ کریں جو مغربی جرمنی نے پولینڈ کے ساتھ کیا تھا......(نعرہ ہائے تکبیر......)''

کیونکہ نماز کا وقت ہو چکا ہے اس اجلاس کو اتوار کی صبح (۲۴مارچ) تک کے لیے ملتوی کر دیا گیا ہے۔

نواب اسماعیل خان ایم ایل اے صدر بہار مسلم لیگ نے قرارداد کی مزید تائید میں واضح کیا:

''اقلیتی صوبے اس قرارداد کی مکمل حمایت کا فیصلہ کر چکے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کے بعد میں نتائج کیا ہونگے۔ ہم مسلمانوں کے حقوق کے حصول کے لیے جان و مال کی بازی لگا دیں گے۔ بالفرض ہماری یہ جدوجہد ناکام بھی ہوگئی تو ہم جانتے ہیں ہمیں کیا کرنا ہے؟۔''

قاضی محمد عیسیٰ صدر بلوچستان صوبائی مسلم لیگ نے تائید فرماتے ہوئے اعلان کیا کہ:

''اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں نے نہایت کشادہ دلی سے اس قرارداد کی مکمل حمایت کی ہے۔ آپ نے کہا کہ ہندوؤں کے ساتھ مسلم اکثریتی علاقوں میں وہی سلوک کیا جائے جو ہندو مسلمانوں سے اقلیتی صوبوں میں کریں گے۔ آپ نے اعلان کیا کہ کل سردار اورنگزیب خان نے کہا تھا کہ وہ درہ خیبر کی دربانی کریں گے میں یہ اعلان کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ ہم اس سے ایک چھوٹے دروازے یعنی درہ بولان کی دربانی کریں گے۔''

عبدالحمید خان ایم ایل اے قائد مسلم لیگ اسمبلی پارٹی مدراس نے فرمایا کہ مسلم لیگ تمام لوگوں کے لیے آزادی کی جدوجہد کر رہی ہے۔ مسلمان دنیا کے کسی کونے میں بھی غلام نہیں (سوائے ہندوستان) کے جہاں ۱۵۰ سال سے ہندو اکثریت کے غلام چلے

اسماعیل ابراہیم چندریگر

آ رہے ہیں۔ غلام رہنا مسلمان کا شیوہ نہیں ہے۔ یہ دین اسلام کے خلاف ہے۔

اسماعیل ابراہیم چندریگر ایم ایل اے ڈپٹی لیڈر مسلم لیگ اسمبلی پارٹی بمبئی، نے قرارداد کی پرزور حمایت میں فرمایا کہ ہندو کانگریس کی وفاق سے متعلق مخالفت غلط فہمی نہیں حقیقی ہے۔ دراصل کانگریس ایک ایسا وفاق چاہتی ہے جس کے ذریعہ وہ مسلمانوں پر حکومت کر سکے۔ قائداعظمؒ نے آج ان کو ابجد کے آخری حروف بھی پڑھا دیے ہیں، جبکہ ''اب ت'' مولانا محمد علی جوہر پڑھا چکے تھے۔ آپ نے مزید کہا: ''قائداعظمؒ کے دائیں ہاتھ میں تلوار اور بائیں ہاتھ میں امن کا پیغام دے دو، اور خداوند کریم سے کامیابی کی دعا کرو!''

انہوں نے کہا کہ ہم یہ کیسے بھول سکتے ہیں جب راجکوٹ تحقیقاتی کمیٹی بنائی جا رہی تھی تو گاندھی نے اس کمیٹی میں اس شرط کیساتھ دو مسلمان ارکان کو شامل کرنے پر رضا مندی کا اظہار کیا تھا کہ یہ ارکان بھی پرجا پرشید کے ارکان کی ہاں میں ہاں ملائیں۔ یہ وہ بھیانک مثال ہے جو کانگریس نے مسلمانوں کی آزادی کے سلسلے میں اختیار کی ہے۔ اس سے مسلمان کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔

سید ذاکر علی (یوپی) نے فرمایا کہ ہندو کانگریس پر جو دیوانگی اور پاگل پن سوار تھا اس کا مظاہرہ صوبائی وزارتوں کے دوران کیا گیا۔ آپ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ مشکل حالات میں کامل صبر وضبط کا مظاہرہ کریں۔ اپنی صفوں میں اتحاد برقرار رکھیں۔

بیگم صاحبہ مولانا محمد علی نے مسلمان خواتین کو سیاسی ماحول میں کام کرنے کے پورے مواقع فراہم کرنے پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مرد وعورتوں کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دے سکتے۔ بعد میں آپ نے مسلم خواتین کے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

مولانا عبدالحمید قادری (یوپی) نے فرمایا کہ بابائے قوم نے جو منشور آزادی منظوری کے لیے اجلاس میں پیش فرمایا ہے پوری ملت اسلامیہ بار بار اس کی منظوری کا اعلان کرتی ہے۔

سید عبدالرؤف شاہ نے جو سی پی مسلم لیگ کے صدر تھے، قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس صوبے سے تعلق رکھتے ہیں جہاں ہندوؤں کی زبردست اکثریت اور جو کانگریس کا گڑھ شمار ہوتا ہے۔ اکثریتی صوبوں کے مسلمانوں کو ہمارے حال سے گھبرانا نہیں چاہیے اور وہ اپنی آزادی کی جدوجہد تیز سے تیز کر دیں اور اس قرارداد پر عمل کرتے ہوئے اپنے لیے علیحدہ وطن حاصل کر لیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد عالم نے جو حال ہی میں کانگریس سے استعفیٰ دے کر مسلم لیگ میں شامل ہوئے تھے کہا کہ کانگرس آزادی نہیں چاہتی بلکہ ہندوستان میں ہندو راج کی داعی ہے اور وہ اس مقصد کے حصول کے لیے برطانوی چھتری کے نیچے پناہ لیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج مسلم رہنما کانگرس کو اس لیے چھوڑ رہے ہیں کہ وہ اس کے مکروعزائم سے آگاہ ہوگئے ہیں۔ وہ آزادی کے بہانے رام راج قائم کر کے مسلمانوں کا نام

ونشان مٹانا چاہتی ہے۔

مولانا عبدالحامد بدایونی نے فرمایا کہ اجلاس لاہور کی دو باتیں قابل ذکر ہیں۔ اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کا جذبہ ایثار وقربانی جنہوں نے یہ جانتے ہوئے کہ ان کے صوبے مملکت پاکستان کا کبھی حصہ نہیں بنیں گے، پھر بھی وہ تحریک پاکستان میں پیش پیش تھے۔ دوسرے نواب بہادر یار جنگ کی یادگار تقریر جس میں حصول پاکستان کی جدوجہد کے لیے طوفانی پیغام تھا۔

پوری قرارداد میں پاکستان کا نام کہیں موجود نہیں تھا۔ البتہ بیگم محمد علی کی پہلی تقریر تھی جس میں پاکستان کا ضمناً ذکر آیا تھا۔ آپ ہی نے پہلی بار اسے قرارداد پاکستان کا مسحور کن نام دیا تھا۔

قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوگئی اور نعروں کے ساتھ اور تبریک وتہنیت کے ساتھ۔ واقعی لوگوں کو اس قرارداد کے منظور ہونے پر بڑی خوشی تھی۔ اپنی سلطنت و حکومت جانے کے بعد یہ پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کو وہ مطمع نظر اور نصب العین ملا جو ان ہی کے لیے تھا اور جس کا حصول محض ان ہی کی سعی اور جدوجہد پر منحصر تھا۔

قرارداد کی منظوری کے بعد بابائے قوم نے مصور پاکستان حضرت علامہ محمد اقبالؒ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ اقبالؒ آج ہم میں موجود نہیں۔ اگر وہ ہوتے تو دیکھ لیتے کہ ہم نے ان کے تصور کو اپنی ملی جدوجہد کا مطمع نظر بنالیا ہے۔

اس اجلاس میں پہلی بار نواب بہادر یار جنگ بھی شریک ہوئے اور اہل لاہور نے پہلی بار ان کی فصاحت کا لوہا مانا۔ نواب بہادر یار جنگ ریاستوں کی مسلم لیگ کانفرنس جو مسلم لیگ کے پنڈال میں ہوئی تھی میں شرکت کے لیے آئے اور اس جگہ انہوں نے پہلی بار تقریر کی تھی۔ اس کے بعد مسلم لیگ کے ہر اجلاس میں ان کی تقریر ایک لازمی جزو بن گئی۔

قائداعظمؒ نے اپنے اختتامی فقروں میں کہا کہ آپ نے دنیا کے سامنے یہ مظاہرہ کرکے دکھادیا ہے کہ مسلمان صدمات وسانحات برداشت کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ آپ نے دنیا کو یہ بھی دکھادیا ہے کہ آپ لاکھوں کے مجمع میں اپنی ساری باضابطہ کارروئیاں انجام دے سکتے ہیں۔ یہ ایک نہایت اعلیٰ اور قیمتی سند ہے جو کسی قوم کو دی جاسکتی ہے۔ لیگ کا سارا وقار پنجاب کے مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا۔ اس لیے میں مسلمانان پنجاب کو اپنے قلب کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ چیز مجھے آپ سب کی خدمت کرنے کی ہمت دلاتی ہے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے قائداعظمؒ نے کہا کہ اجلاس لاہور ہندوستان کی تاریخ میں ایک نشان راہ ہے۔ مسلمانوں نے اپنی منزل کی تشریح وتصریح کردی ہے۔ قائداعظمؒ نے اجتماع کو یقین دلایا کہ وہ سب کے سب اُس منزل کے حصول کے لیے جدوجہد کریں گے۔ انہوں نے یہ عظیم فیصلہ صدق نیت سے کیا ہے۔

قائداعظمؒ نے مجلس استقبالیہ کے صدر نواب مدوٹ کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے اجلاس کو کامیاب بنانے کے لیے شب وروز کام کیا تھا اور جنہوں نے میزبانی کا

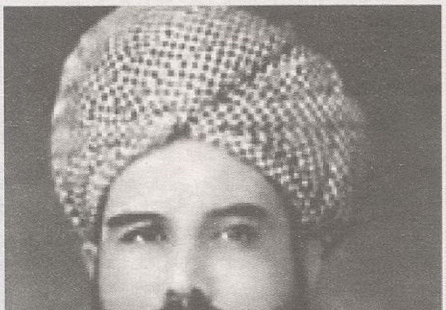

نواب بہادر یار جنگ

پورا حق ادا کردیا تھا۔ آخر میں قائداعظمؒ نے مسلمانانِ پنجاب سے اپیل کی وہ پنجاب مسلم لیگ کی تنظیم کریں اور مسلم لیگ کے پیغام کو ایک ایک گاؤں اور ایک ایک گھر تک پہنچادیں۔ آپ نے مسلم لیگی رہنماؤں سے کہا کہ وہ ہر صوبے میں مسلم لیگ کو مضبوط سے مضبوط بنائیں اور محلے محلے گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ اس کی شاخیں قائم کریں۔

آپ نے کہا کہ مسلمان جتنے منظم ہوں گے اتنی ہی جلد وہ اپنے حقوق حاصل کرلیں گے۔ کارکنوں، کسانوں، دانشوروں، زمینداروں، اور اہل ثروت کو یک زبان ہوکر اپنا مقصد حاصل کرنا چاہیے۔ اس طرح رات ساڑھے ۱۱ بجے لاہور اجلاس قائداعظمؒ زندہ باد مسلم لیگ زندہ باد کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں اختتام پذیر ہوا۔

اس تاریخی اجلاس کے بعد قائداعظمؒ تین دن لاہور میں رہے۔ انہوں نے ان تین دنوں میں لاہور کی مسلم طالبات اور طلبہ سے خطاب کیا۔ مس فاطمہ جناح نے خواتین کے اجلاس میں شرکت کی اور جناح صاحب ۲۶ مارچ کو اسمبلی کا اجلاس دیکھنے تشریف لائے۔ اسی دن مسٹر گابا نے خاکساروں پر گولی چلانے کے خلاف ایک تحریک التوا پیش کی۔

اسی دن قائداعظمؒ واپس تشریف لے گئے۔ انہوں نے لاہور اسٹیشن پر اخباری نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

''متحدہ ہندوستان ایک خواب ہے جتنی جلدی ہم اس خواب سے بیدار ہوجائیں بہتر ہے۔ آج مسلمانان ہند نے اپنی منزل کے بارے میں اعلان کردیا ہے اور مسلمانان ہند اس منزل کو حاصل کرکے ہی دم لیں گے اس لحاظ سے اس اجلاس کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔''

☆☆☆☆☆